مدینۃ المسیح

ایوان خلافت

حضور خلیفۃ المہدی المسیح سید المؤمنین نماز صبح اول وقت میں پڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد ایک درس دیتے ہیں۔ جو دن چڑھے تک ختم ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ڈاک آجاتی ہے۔ اور آپ بارہ بجے تک اس کو دیکھتے اور جوابات وغیرہ کے لئے ہدایات دیتے ہیں۔ اور دیگر جہات خلافت کو سرانجام دیتے ہیں۔ عصر کے بعد درس عام مسجد اقصیٰ میں ہوتا ہے۔ جو معارف و حقائق ہم سنتے ہیں۔ کاش ہمارے وہ بھائی بھی سنیں۔ جو ہم سے اس بات پر ناراض ہیں۔ کہ ہم نے کیوں وہ صراط مستقیم نہیں چھوڑا جس پر بعد از وصال مسیح موعود حضرت خلیفۃ المسیح کے ذریعہ ہم چلے۔ ڈاک کا جواب فی الحال مولوی فاضل محمد اسمٰعیل صاحب نہایت سرگرمی و محنت سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اور میرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے بھی بہت امداد فرما رہے ہیں۔ جزاھما اللہ احسن الجزاء

اہل بیت

حضرت ام المؤمنین بخیریت ہیں۔ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب بی۔ اے کا امتحان دیں گے اور صاحبزادہ شریف احمد صاحب انٹرنس کا۔ احباب دعا فرمائیں۔ ۲۔ میر ناصر نواب صاحب قبلہ باہر دورے پر ہیں۔ میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دو چار روز کیلئے تشریف لائے تھے واپس تشریف لے گئے۔ ۳۔ نواب محمد علی خانصاحب اور ان کے فرزند ارجمند اور بنت المسیح بخیر و عافیت ہیں۔

واعظین

مفتی محمد صادق صاحب بدر کی امداد کیلئے دورہ پر ہیں۔ آج بنارس پہنچنے کا خط آیا ہے۔ ساتھ ساتھ آپ قوم کا شیرازہ متفق کرنیکا کام بھی جس کامیابی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ۲۔ مولانا حافظ روشن علی صاحب فاضل راجیکی مولوی غلام رسول صاحب شیخ غلام احمد صاحب سلسلہ وعظ میں دورے پر ہیں۔ ۳۔ ماسٹر محمد الدین صاحب بھائی عبد الرحیم صاحب اور ہمارے فاضل میر محمد اسحٰق اور خلیفہ ڈاکٹر صاحب لدھیانہ سے ہوکر پٹیالہ تک ہو آئے۔ اور کامیاب آئے۔ تمام جماعت لدھیانہ نے بیعت کرلی۔ ۴۔ مولوی محمد سرور شاہ صاحب علاقہ پشاور سے دورہ کرکے ۲۸ کو واپس تشریف لے آئے۔ ۵۔ مولوی شیر علی صاحب نے بھی باہر جاکر ایک دو کامیاب لیکچر دئے۔ مسٹر مبارک اسمٰعیل صاحب بھی لاہور سیالکوٹ گئے۔ اور واپس آئے۔

۶۔ ماسٹر صدر الدین صاحب بھی اپنے خیالات کی اشاعت کیلئے پٹیالہ لدھیانہ تک گئے۔ ۷۔ مولوی محمد علی صاحب لاہور سے راولپنڈی تک پہنچے ہیں۔ معلوم نہیں کب واپس تشریف لادیں۔

مدرسے

تعلیم الاسلام ہائی سکول اپریل سے کھل گیا ہے۔ اور پڑھائی شروع ہوگئی۔ مدرسہ احمدیہ کا امتحان ہو رہا ہے۔ ففتھ ہائی کے جن پانچ طلباء کی چٹھی پیام میں چھپی تھی۔ ان میں سے تین نے بیعت کرلی۔ منشی اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی نے بھی رویائے صالحہ کی بناء پر بیعت کرلی۔ انٹرنس کے لڑکے امتحان کی تیاری میں مشغول ہیں۔ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

مہمان

مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہوی یہیں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ باایں ضعف و پیری فارغ نہیں بیٹھتے کسی تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے ہیں۔ حکیم محمد عمر مہتمم مہمان خانہ ۱۰ دن کی رخصت پر گئے تھے۔ اس ہفتہ رجوعہ سیالکوٹ ۱۹ آدمی بڑی مدت کے بعد پھر اسی قابل نمونہ جوش ارادتمندی کے ساتھ آئے۔ میرزا حسین بیگ چھاؤنی لاہور۔ مخدوم محمد ایوب ایف اے کلاس علی گڈھ چوہدری الہ داد مجلانوالہ۔ شیخ عبد القدوس مجلانوالہ۔ منشی جان محمد سیالکوٹ

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پروپرائٹر و پبلشر کیلئے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کھلی چٹھی!

بنام مولوی محمد علی صاحب و دیگر برادران پیغام صلح سوسائیٹی لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیغام صلح (جنگ) مورخہ ۲۴۔مارچ ۱۹۱۴ء کی مجلس شوریٰ کے ریزولیوشن نمبر۳ جس میں تین خلیفے۔سید حامد شاہ صاحب۔مولوی غلام حسن صاحب اور خواجہ صاحب کو غیر احمدیوں سے بیعت لینے کے واسطے خلیفہ نامزد کیا گیا ہے۔کیا اسکے مطابق ہم احمدیاں سانگلہ و مفصلات لائل پور مجلس شوریٰ قایم کر کے کوئی خلیفہ نامزد کرلیں جو غیر احمدیوں سے بیعت لیا کرے۔کیونکہ یہاں کے غریب لوگ۔پشاور۔سیالکوٹ اور لنڈن جا نہیں سکتے

اور کیا جایز ہے؟

کہ ہر ایک انجمن میں ایک ایک خلیفہ نامزد کر لیا جاوے۔

نیز

امیر جو آپ تجویز کرینگے۔وہ کیا حیثیت رکھے گا۔نہ وہ بیعت لے۔نہ انجمن پر حکومت کرے۔پھر کیا انجمن سے چند پیسے تنخواہ لے کر پانچ وقت نماز پڑھا دیا کرے۔اور بس۔اور قوم کو اس سے کیا فایدہ؟ اور قوم کے اتحاد کی کیا تجویز؟

والسلام۔۲۷۔مارچ ۱۹۱۴ء

عبد الرحمان پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ سانگلہ بمشورہ دیگر ممبران انجمن

الفضل۔ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے سو جس کو خدا نے بنایا اسی کو مان لیا۔البتہ لاہور میں ایک خلیفہ گر کمیٹی ہے۔وہیں درخواست گذرانیئے۔شاید خلافت کا کوئی کڑ چھا آپکی قسمت میں بھی آجائے۔

اظہار نفرت

میں پیغام صلح (جس کا نام پیغام جنگ بھی نکل چکا ہے۔اور آخر اس نے پیغام جنگ اپنے آپ کو ثابت کر ہی دیا) دیکھتا رہا ہوں جس سے مجھے دلی نفرت اب ہوگئی ہے۔کیا حضور علیہ السلام سیدنا مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب بروز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہ تھے۔کیا تریاق القلوب میں حضور نے نہیں فرمایا سے

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

کیا حضور علیہ السلام نے نہیں فرمایا۔ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔آیت کا میں اور میرا زمانہ اور اصحاب میرے مصداق ہیں۔کیا اصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین نہ تھے ضرور تھے۔کیا اس بروز محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفائے راشدین نہ ہوں گے۔ضرور ہوں گے۔کیا اصل نبی کریمؐ کے خلفائے راشدین کا جو انکار کرے۔اسپر یہ آیت شریف و من کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون صادق آتی ہے یا نہیں (ضرور آتی ہے) اگر آتی ہے تو کیا بروز سیدنا محمدؐ کے خلفائے راشدین کے منکروں پر یہ آیت کیوں لازم نہیں آتی۔میں نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دلی خواہش (لا اکراہ فی الدین) کے مطابق مانا نہ کہ اس لئے کہ بڑے بڑے مولویوں۔امراء۔روساء حکماء۔ڈاکٹروں نے مانا۔اب بھی بڑے بڑے امراء ڈاکٹر مخالف ہیں۔میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے ان بڑی بڑے آدمیوں سے اب نفرت ہوتی جاتی ہے۔اور اگر وہ توبہ کرلیں تو خدا وند کریم غفور رحیم ہے۔میرا ان احمدیوں سے جو غیر احمدیوں کو خوش کرنے کے لئے حیلہ تراشتے ہیں سلام ہے۔یعنی جو خلافت کے منکر ہیں۔

مرزا حاکم بیگ۔جلال پور جٹان

۲۔جن لوگوں نے تفرقہ جماعت میں ڈالا ہے۔وہ خواہ کیسے اہل قلم اور کیسے زبان آور ہوں جو ابدہ ہونگے آج تک حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جماعت کے محمود اور ممدوح تھے۔آج ان کی نسبت انکار کے آواز آرہے ہیں۔افسوس چالیس آدمی کی بیعت کی حالت میں انکار و افتراق جائز نہ تھا۔ان لوگوں نے صدہا کی بیعت کے بعد بھی انکار کیا۔کفر اسلام کا مسئلہ۔بعض ان سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔یہ اختلاف کیئے چاہتے ہیں۔ورنہ کون نہیں جانتا کہ نہ ماننے والے اور انکار کرنے والے کافر ہی ہوتے ہیں۔ والذین کفروا بایٰتنا اولئک اصحٰب النار ھم فیھا خالدون۔ان موعودوں کو نہ ماننے والوں کے حق میں آیا ہے۔جو اما یاتینکم منی ھدی اور اما یاتینکم رسل منکم میں مذکور ہیں۔اور مسیح موعود انہیں سے تھے۔رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ما ضل قوم بعد ھدی کانوا علیھا الا ما اوتوجدلا۔جھگڑے کے باعث ہدایت یافتہ قومیں گمراہ ہوئی ہیں۔انھوں نے خلافت کو خلقت اور خلاف سے مشتق سمجھ کر اختلاف برپا کیا ہے یا عجب نے ان کو گرا دیا ہے۔افسوس!

میں نے بمعہ تمام جماعت احمدیہ اوچ زن و مرد کے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔میں نے مولوی محمد علی صاحب کے اعلان کو دیکھا ہے انھوں نے ایسا کیا ہے جو ان کو زیبا نہ تھا۔وہ تو اس کو تقدس سمجھتے ہوں گے۔لیکن مجنونانہ حرکات اور تنگ دلی کے خیالات ہیں۔افسوس کہ پیغام صلح ایسے مکروہ مضامین سے پُر نکلتا ہے۔جس کے دیکھنے سے ملال ہوتا ہے۔سارا گناہ مولوی محمد علی صاحب کی گردن پر ہو۔اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کرے اور ندامت کے ساتھ اپنے قصور کو دھو ڈالے۔آمین۔

غلام احمد اختر ضلعدار از اوچ شریف

مان لو

منشی نعمت اللہ خان صاحب انور بدایونی جو حضرت اقدس کے وقت سے یہاں مہاجر ہیں۔انھوں نے یہ نظم عصر کے وقت حضرت سید المومنین فضل عمر کے حضور میں پڑھی جو پسند کیگئی۔

خود پسندو! انتخاب کبریا کو مان لو
کج روی کو چھوڑ دو راہ ہدیٰ کو مان لو

کون کہتا ہے کسی کی التجا کو مان لو
حق تعالیٰ کی عنایت اور عطا کو مان لو

ہے یہی احسن طریقہ پیشوا کو مان لو
بیوفائی چھوڑ دو اس باوفا کو مان لو

چھوڑ دو کبر و رعونت چھوڑ دو غیظ و غضب
چھوڑ دو بغض و حسد اس بے ریا کو مان لو

سرکشی اچھی نہیں پچھتاؤ گے شرماؤ گے
آخرش ماننی ہی گے اس مقتدا کو مان لو

سچ میں کہتا ہوں تمہارا دلمیں آگے درد ہے
توبہ کر لو باز آؤ اور خطا کو مان لو

قوم ساری مانتی ہے تم نہ مانو چاہئے
ہے تمہاری بات بیجا آؤ جا کو مان لو

دین و دنیا کی سعادت گر تمہیں درکار ہے
مان لو محمود احمد میرزا کو مان لو

ہے اطاعت اسکی طاعت حق تعالیٰ کی ضرور
مان لو پھر خدا اسکو۔خدا کو مان لو

نور دین کے بعد تم کو مل گیا نور نبیؐ
شکر کا سجدہ کرو فضل خدا کو مان لو

دل پہ رکھ کے ہاتھ دیکھو ہے یہی دلبر عزیز
ہر طرف سے ہے ندا کیا۔اس ندا کو مان لو

چشم پوشی اس کا شیوہ درگذر اس کا شعار
خیر خواہ قوم باصدق و صفا کو مان لو

زیب تن تقویٰ کا جامہ دلمیں نور معرفت
ظاہر و باطن ہے یکساں بے ریا کو مان لو

اس کا ثانی کون ہے وہ کون ہے اس کا نظیر
گوہر تاج خلافت بے بہا کو مان لو

خاتمہ بالخیر اپنا گر تمہیں منظور ہے
نعمت اللہ خان انور کی صدا کو مان لو

(۱) خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا جاوے۔
(۲) اپریل میں جن کا چندہ ختم ہوتا ہے وہ مہربانی فرما کر قیمت بھیجدیں یا وی پی لینے کے لئے تیار رہیں (۳) جو صاحب وی پی واپس کرتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اخبار انکے نام سے بند کر دیا جاتا ہے۔

مولوی شیر علی صاحب کا پیام بنام قوم!

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔اے۔ سلسلہ کے ان قیمتی وجودوں میں سے ایک ممتاز وجود ہیں جنہوں اپنے ایثار اور اخلاص کی روشن مثال قوم کے لئے قایم کی ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ہیڈ ماسٹری ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری غرض جس کام کو لیا۔ ایسی بے ریا خدمت کرکے دکھایا کہ خدا ہی کی رضا کے لئے کام کرنیوالے ایسے ہوتے ہیں چونکہ انہوں نے سلسلہ میں داخل ہوتے وقت ایک موت اختیار کرکے اس راہ کو پایا تھا! انہوں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ قادیان سے باہر انہیں کوئی جانتا بھی ہے یا نہیں۔ مگر ان کے زبردست اور موثر مضامین ہمارے سامنے ہیں اس موقعہ پر جبکہ بعض اکابر کو ابتلا آیا۔ اس نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچایا حق سے دشمنی کا بُرا ہو کہ وہی مولوی شیر علی صاحب آج انکی نظروں میں نعوذباللہ ایک سازشی انسان ہے۔ جو اس سے چند روز پیشتر خدا کے مسیح و مُرسل کے کلام میں فرشتہ تھا۔ اور جسپر یہ اعتماد کیا جاتا تھا کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کے اہم کام کے لئے اس کو بھیجا جاوے۔ ان مدبرین اور دانشمندوں سے کوئی پُوچھے کہ اگر وہ ایسا ہی سازشی تھا جیسا کہ تم کہتے ہو تو اسے یورپ جانے کے لئے بجائے مولوی صدرالدین صاحب کے کیوں تجویز کیا؟ خیر یہ تو راز کی باتیں ہیں امید پبلک میں آئینگی کہ مولوی صدرالدین صاحب کو خواجہ صاحب نے کس زور اور تاکید سے بلوایا تھا۔ اور پھر کس طرح پر حضرت کے سامنے تار کا غلط اور فرضی مضمون پیش کیا گیا۔ اور بالآخر مولوی صدرالدین صاحب نے حضرت کی خدمت میں اپنی قربانی پیش کی۔ اور انہیں فوری روانگی کا حکم ہوا۔ اور آخر مدبرین قوم نے اپنی مخفی کونسل میں اس تجویز کو بدلنے کے لئے پُوری کوشش کی۔ اور دوسرے دن مولوی شیر علی صاحب کی روانگی کا مسئلہ پیش کر دیا۔ اس قسم کی کارروائیوں پر آج پبلک کو مغالطہ دینے کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ مولوی شیر علی صاحب کو ولایت جانے سے روک دیا۔ احمدی قوم اس قسم کے بیانات شائع کرنے والے سے پوچھے کہ (۱) کیا خواجہ صاحب نے مولوی صدرالدین کے متعلق تار نہیں دیا (۲) کیا اس تار کا غلط اور فرضی مضمون ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پیش نہیں کیا (۳) کیا مولوی صدرالدین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم سے چھ مہینے زندگی کے نہیں مانگے؟ اور کیا مولوی صدرالدین صاحب نے ساری عمر پیش نہیں کی؟ اور کیا پھر یہ حکم نہیں ملا کہ پھر دیر کیا ہے۔ صبح ہی چل دو؟ ان سوالات کا جواب حقیقت کھول دیگا۔ مگر ہم جانتے ہیں۔ ان سوالات کے جواب کی طرف توجہ نہیں ہوگی ✤

بہر حال یہ قیمتی رکن اور اخلاص و ایثار کا ایک نمونہ ہے انھوں نے قوم کو موجودہ ابتلا میں ایک پیغام دیا۔ اسپر توجہ کی جائے۔ اور ان لوگوں تک اسے پہونچایا جاوے جو اپنی شامت اعمال سے ابھی تک متردد ہیں

(ایڈیٹر)

میرے مکرم بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ہے کہ ہماری قوم دنیا کی تمام قوموں میں ایک خاص فضیلت رکھتی ہے۔ جو اس وقت روئے زمین پر کسی قوم کو حاصل نہیں وہ فضیلت یہ ہے کہ سنن الہیہ سے جیسی ہماری جماعت واقف ہے ایسی اور کوئی قوم نہیں۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے ایک نبی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کو پہچانا۔ اور اُس نے آسمانی علوم سے ہم کو بہرہ مند کیا۔ اس کے ذریعہ ہم نے نبوت کی حقیقت کو سمجھا اور منہاج نبوت سے آگاہی حاصل کی۔ پھر ہم پر دوسرا خدا کا فضل یہ ہے۔ کہ اس مُرسل کے بعد خدا تعالیٰ نے ہم میں اپنا ایک اور برگزیدہ انسان کھڑا کیا۔ یہ دوسرا وجود بھی ہمارے لئے عین رحمت تھا۔ اگر ہم نے مسیح موعود کے عہد میں یہ سیکھا کہ نبوت کسے کہتے ہیں تو ہم نے اس دوسرے پاک وجود کے عہد میں یہ سیکھا کہ خلافت کسے کہتے ہیں بیشک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم نے نبوت کو خوب سمجھا۔ اور منہاج نبوت کے باریک در باریک پہلوؤں سے آگاہی حاصل کی۔ لیکن کہ خلافت کیا چیز ہوتی ہے؟ اور مامور کے جانے کے بعد کس طرح جماعت میں وحدت رہ سکتی ہے یہ سبق ہم نے نورالدین سے پڑھا۔ اس نے اپنے چھ سال کے عہد خلافت میں ہمیں خلافت کی حقیقت سے آگاہ فرمایا۔ اور ہمیں سکھایا کہ کس طرح ہمیں ایک امام کے ماتحت کام کرنا چاہیئے۔ اور کس طرح ہم باوجود اپنے اختلاف آرا کے امام کے ماتحت مل کر کام کر سکتے ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حقیقی معنوں میں اہل سنت والجماعت ہم ہیں۔ کیونکہ کوئی جماعت جماعت نہیں کہلا سکتی۔ جب تک وہ ایک امام کے ماتحت نہ ہو۔ اور یہ فضیلت صرف احمدی جماعت کو حاصل ہے وہ احمدی جماعت کے لئے خلیفہ کا ہونا ایسا ضروری سمجھتے تھے۔ کہ اپنی وفات سے کئی دن پہلے وہ خلیفہ کے متعلق وصیت کر گئے۔ اور باوجود ضعف اور کمزوری کے وہ وصیت اپنے ہاتھ سے لکھی۔ اور دیکھو اُن کے نزدیک خلیفہ کا ہونا ایسا ضروری تھا کہ انھوں نے اپنی وصیت میں جماعت کو ان الفاظ میں مخاطب نہیں فرمایا کہ میرے بعد ضرور خلیفہ مقرر کرنا بلکہ یہ فرض کر کے کہ خلیفہ ضرور مقرر ہوگا خلیفہ کے لئے ہدایات دی ہیں جس سے ثابت معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ خلیفہ کی ضرورت کا سوال بھی اُٹھ سکتا ہے۔ خلیفہ کی ضرورت کو تو انہوں نے ایک بدیہی امر سمجھا اور یہ امر ان کے واہمہ میں بھی نہیں گذرا کہ میرے بعد جماعت کے آگے یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ خلیفہ کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں پھر انکی وصیت کے الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جیسا یہ امر انکے وہم و گمان سے بہت دُور تھا کہ قوم میں عدم ضرورت خلیفہ کا سوال پیدا ہو سکتا ہے ایسا ہی یہ دوسرا امر بھی انکے وہم و گمان سے دور تھا کہ کوئی ایسا خلیفہ بھی تجویز ہو سکتا ہے۔ جس کی اطاعت قوم پر لازم نہ ہو۔ جس پر زیادہ سے زیادہ قوم یہ احسان کرے کہ اس کو ایک امتیازی حیثیت دیدے۔ اور وہ بھی معلوم نہیں کن معنوں میں۔ دیکھو وہ اپنی وصیت میں اپنے جانشین کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کے پُرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے۔ اور چشم پوشی نرمی اور درگذر سے کام لے۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ سے مراد انکی ایک ایسا باختیار خلیفہ تھا۔ جیسے وہ خود ایک با اختیار خلیفہ تھے۔ کیونکہ چشم پوشی۔ نرمی اور درگذر اختیار اور طاقت کا نتیجہ ہیں۔ آپ کے ان الفاظ سے پایا جاتا ہے کہ آپ کے نزدیک قوم اپنے خلیفہ کے ماتحت اور اس کی فرمانبردار اور مطیع ہوتی ہے۔ گویا وہ اپنے آپ کو خلیفہ کے ہاتھ میں دے دیتی ہے۔ اور خلیفہ اپنی جماعت کا مالک۔ آقا اور سردار ہوتا ہے۔ اسلئے وہ قوم کی طرف سے خلیفہ کے آگے اپنی آخری وصیت میں یہ سپارش کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کے پُرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے اور درگذر سے کام لے۔ اُنکے دل میں یہ خیال بھی نہیں گذرا کہ کہ قوم میں یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ خلیفہ ایسا ہو جس کی اطاعت قوم پر لازمی نہ ہو۔ اگر ان کے دل میں یہ خیال ہوتا تو وہ اپنی قوم کو یہ وصیت فرماتے کہ میرے دوستو! ایک با اختیار خلیفہ بنانا۔ اور اس کے آگے اطاعت کی گردن جُھکا دینا۔ چونکہ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ امر نہیں آسکتا تھا کہ ایسا خلیفہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس کی اطاعت جماعت پر ضروری نہ ہو۔ اس لئے اس امر کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کہ دوستو!

ایک با اختیار خلیفہ بنانا۔ بلکہ خلیفہ کو با اختیار اور جماعت کو اس کے زیر اختیار قرار دے کر جماعت کی طرف سے خلیفہ کے آگے یہ سپارش کی ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو نرمی سے برتے اور درگذر سے کام لے ؂

میرے دوستو! میں تو دیکھتا ہوں کہ تمہارے امام مرحوم نے (خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اُس پر اور اس کی آل پر نازل ہوں) اپنی وصیت میں نہایت ہی حکیمانہ اور لطیف پیرایہ میں صدر انجمن اور خلیفہ کے تعلقات کا بھی فیصلہ فرما دیا ہے۔ یہ فیصلہ اول تو جانشین کے لفظ سے ہی ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص کسی دوسرے کی جگہ جانشین مطلق ہوتا ہے تو وہ انہی اختیارات کے ساتھ اس کی جگہ پر بیٹھتا ہے جن اختیارات کے ساتھ پہلا شخص اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارا خلیفہ اول اپنے تئیں صدر انجمن احمدیہ کا مطاع سمجھتا تھا۔ اور کہتا تھا اور در واقعہ میں وہ صدر انجمن احمدیہ کا مطاع تھا۔ پس وہ شخص جو اس کا جانشین ہے وہ بھی صدر انجمن کا ایسا ہی مطاع ہے جیسا کہ خلیفہ اول صدر انجمن احمدیہ کا مطاع تھا۔ لیکن آپ کی وصیت میں صرف جانشین ہی ایک ایسا لفظ نہیں۔ جو ثابت کرتا ہے کہ خلیفہ ثانی خلیفہ اول کی طرح صدر انجمن احمدیہ کا مطاع ہے بلکہ اور الفاظ بھی ہیں۔ آپ نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ میرا جانشین حضرت صاحب کے پرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے۔ اور چشم پوشی۔ نرمی اور درگذر سے کام لے ان الفاظ کو سُن کر سب سے پہلے حضرت صاحب کے جن پرانے دوستوں کی طرف خیال جاتا ہے وہ صدر انجمن احمدیہ کے بعض بزرگ ممبر ہیں جن کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے دوست ہونے کا قابل رشک فخر حاصل ہے دوستو آپ جانتے ہیں کہ ہمارا امام مرحوم علیہ و علیٰ مطاعیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت ہی مختصر نویس انسان تھا۔ اس کی تحریریں لفظاً تھوڑے ہوتے تھے۔ مگر ان تھوڑے لفظوں میں بہت معنے بھرے ہوئے ہوتے تھے وہ حکیم تھا۔ اور اس کا ہر لفظ حکمت کے بیش بہا موتی اپنے اندر بھرے ہوئے رکھتا تھا ؂

پس اس حکیم الامۃ علیہ الرحمۃ نے اپنی وصیت میں پرانے اور نئے دوستوں کا لفظ بلا ضرورت نہیں لکھا۔ وہ خود مختصر نویس پھر حالت بیماری اور ضعف کہاں اجازت دیتے تھے کہ وہ بلا ضرورت الفاظ بڑھاتے۔ پس یقیناً سمجھو کہ آپ نے اس تکلیف کی حالت میں بھی یہ الفاظ بڑھائے ہیں تو وہ بلا ضرورت نہیں بڑھائے بلکہ پرانے اور نئے دوستوں کا الگ الگ ذکر کرنے میں ان کی ایک غرض تھی۔ وہ غرض مجھے تو صریحاً یہی معلوم ہوتی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ دوسرے صاحبان بھی اس نتیجہ نکالنے میں میرے ساتھ اتفاق کرینگے۔ کہ جب آپ نے اپنی وصیت میں یہ لکھا کہ میرا جانشین پرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے تو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے بعض بزرگ اراکین خصوصیت کے ساتھ ان کے زیر نظر تھے۔ اب ہم ان الفاظ سے ایک اور نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور وہ نتیجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک خلیفہ جیسا کہ جماعت کے دوسرے افراد کا مطاع ہے ایسا ہی صدر انجمن احمدیہ کے بزرگ اراکین کا بھی وہ مطاع ہے۔ اسلئے جیسا وہ دوسرے لوگوں کے بارہ میں خلیفہ کو یہ وصیت کرتے ہیں کہ خلیفہ ان سے نیک سلوک کرے ایسا ہی وہ حضرت اقدس کے پرانے دوستوں کے متعلق بھی جن سے انجمن کے پُرانے ممبر خصوصیت کے ساتھ مُراد ہیں اپنے جانشین کو وصیت کر گئے کہ وہ ان سے نیک سلوک کرے۔

پھر دوستو! میں تو یہ بھی کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کے ان الفاظ سے جنمیں آپ نے اپنے جانشین کو حضرت صاحب کے پرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرنیکی سفارش فرمائی ہے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ انکی نظر کس جانشین پر تھی۔ مگر اس موقعہ پر میں اسکی زیادہ وضاحت کرنی پسند نہیں کرتا۔ پھر دوستو غور کرو۔ خلیفہ اول نے حضرت اقدس کے پُرانے اور نئے دوستوں کے متعلق تو وصیت کی ہے مگر حضرت مسیح موعود کے اہل بیت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اپنے بال بچوں کے متعلق وصیت فرمائی ہے مگر حضرت مسیح موعود کی اولاد کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی اس کا بھید بھی یہی ہے اس وصیت میں انکا اصل مخاطب اہلبیت کا ہی ایک ممبر تھا اس کے سوا آپنے اپنی زندگی میں اور بہت سے ایسے اشارات فرمائے ہیں۔ جن سے ہر ایک شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ آپ کا صریح منشاء یہ تھا۔ کہ آپ کے بعد حضرت میاں صاحب خلیفہ ہوں سب سے پہلی شہادت جو آپ کے اس منشاء کو ظاہر کرتی ہے آپ کی اس تقریر میں پائی جاتی ہے جو آپ نے خلافت کی خلعت پہنتے وقت فرمائی تھی۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ میں اس غرض کے لئے کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد میاں محمود جانشین ہو اسکی تعلیم کے لئے بہت کوشش کرتا رہا۔

بھائیو! غور کرو۔ تمہارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میاں صاحب سے کس قدر محبت تھی۔ اور وہ اُسے کسقدر عظمت سے دیکھتا تھا۔ اور وہ بچپن سے ہی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اس کی تربیت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر اس نے اس نوجوان کی تعلیم و تربیت کو برابر جاری رکھا۔ اور اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنی وفات سے بہت عرصہ پہلے اسکے تعلیمی کورس کو پورا کر دیا اور جو جو کتابیں ظاہری اور دینی علوم کی وہ اس کی تعلیم کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھتا تھا وہ سب اسے پڑھا دیں اور بس نہ کی جب تک کہ تمام کورس جو اس نے اس کے لئے ضروری سمجھا تھا پورا نہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ جو کچھ مَیں نے پڑھانا تھا وہ پڑھا چُکا۔ اب خدا اسے پڑھائے گا ؂

اور جب ظاہری تعلیم کی طرف اس قدر توجہ فرمائی تو آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ رُوحانی اور باطنی تربیت کی طرف کس قدر توجہ فرمائی ہو گی ؂

پھر اگر آپ کوئی شہادت اس امر کی چاہتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ آپ کا یہ دلی منشاء تھا کہ حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب آپ کے جانشین ہوں تو وہ یہ ہے کہ آپ نے ایک جمعہ کے خطبہ میں فرمایا:۔

"ایک نکتہ قابل یاد سُنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے مَیں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ انکے ساتھ مجھے بہت محبت ہے ۷۸ برس تک انھوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ مینے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے"

دیکھو بدر - ۲۷ جولائی ۱۹۱۰ء

اب اس سے زیادہ اور کیا صراحت ہو سکتی ہے۔

پھر جو بات دل میں ہوتی ہے بعض اوقات زبان پر آجاتی ہے ایک دفعہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو ایک امر کے متعلق فرمایا کہ یہ کام میاں صاحب کے وقت میں کیا جائے یہ واقعہ میں نے مولوی صاحب موصوف سے خود سنا ہے۔ اور اس وقت بعض اور لوگ بھی موجود تھے جنھوں نے یہ بات اپنے کانوں سے سُنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف آپ کا منشاء تھا کہ صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوں بلکہ آپکو یقین تھا کہ میرے بعد صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہونگے انکا یہ اعتقاد تھا کہ خلیفہ خدا تعالےٰ بناتا ہے لوگ کسی کو خلیفہ نہیں بناتے اور اسی ایمان کی بناء پر انکو یقین تھا کہ خدا تعالےٰ صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ بنائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ؂

پھر حضرت صاحب نے شیخ عبدالرحمن صاحب کو جو آجکل مصر میں ہیں ایک امر کے جواب میں یہ لکھا۔ کہ تمہیں وہاں سے کسی شخص سے قرآن پڑھانے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آؤ گے۔ تو ہمارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور اگر ہم نہ ہوئے۔ تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا۔ اسی طرح آپ نے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کو فرمایا۔ کہ اگر میری زندگی میں قرآن ختم نہ ہوا۔ تو بعد ازاں میاں صاحب سے پڑھ لینا۔ خداداد خان صاحب دسائیدار کراچی نے حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں خواب میں ایک درخواست پیش فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ درخواست میاں صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجو۔ لفافہ پر سرنامہ میں لکھ دونگا۔ سنی مسلمان شیعہ کے مقابل میں حضرت ابوبکر کی خلافت کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی۔ اور آپ سے کچھ سوال کیا۔ آپ نے اُس کو فرمایا۔ کہ پھر آنا اور جب اُس نے عرض کیا کہ اگر میں آؤں اور آپ نہ ہوں۔ یعنے آپ فوت ہو چکے ہوں تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تو مجھے نہ پائے۔ تو ابوبکر سے کہیو۔ اگر سنیوں کی یہ دلیل حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا ثبوت ہو سکتی ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح کا مندرجہ بالا قول حضرت محمود احمد صاحب کی خلافت کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول کو حضرت صاحبزادہ کے خلیفہ ہونیکا ایسا ہی یقین کامل تھا۔ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر کے خلیفہ ہونیکا یقین کامل تھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دنوں میں حضرت ابوبکرؓ کو مسجد نبوی میں نماز کا امام بنایا۔ پس اچینہ یہ دلیل حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی خلافت کیلئے بھی موجود ہے کیونکہ آپ نے اپنی لمبی بیماری میں جو گھوڑے کے گرنے سے شروع ہوئی مسجد مبارک میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہی امام نماز بنائے رکھا۔ اور مسجد اقصیٰ میں جمعہ بھی حضرت صاحبزادہ صاحب ہی پڑھاتے رہے۔

ایک اور شہادت یہ ہے کہ قادیان میں پیر منظور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات کی بنا پر ایک مضمون حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں لکھکر حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا حضرت صاحب نے وہ مضمون پڑھ کر فرمایا۔ کہ ہمیں اس امر کا پہلے سے علم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں میاں کی کیسی عزت اور کیسا ادب کرتا ہوں۔ پیر صاحب نے آپکے یہ الفاظ اسی مضمون کے آخر میں لکھ کر تصدیق کیلئے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ اور آپ نے اپنی قلم سے اُس پر یہ تصدیق فرمائی۔ کہ یہ الفاظ میں نے کہے ہیں۔ پیر صاحب موصوف نے حضرت خلیفہ اول کی زندگی میں ہی حضرت صاحب کی یہ تحریر مجھے دکھائی۔ اور میں اس تحریر کی رویت کا گواہ ہوں۔ اور وہ تحریر اب بھی موجود ہے۔ جو چاہے اس کو دیکھ سکتا ہے۔ ہاں حضرت صاحب نے پیر صاحب کو یہ بھی فرمایا۔ کہ اختلاف کے وقت اس تحریر کو پیش کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو یہ بھی علم تھا۔ کہ اس خلیفہ کے جانشین ہونے کے وقت اختلاف بھی ہوگا۔

حضرت صاحب کا یہ فرمانا کہ اس خلیفہ کے وقت کچھ اختلاف بھی ہوگا میرے خیال میں اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سنن الہیہ کا خوب علم تھا۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ جس وجود کے متعلق خدا تعالےٰ کے الہامات ہوں۔ ضرور ہے۔ کہ اس کے متعلق اختلاف ہو۔ اور یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایسا اختلاف کرنیوالے نیک لوگ بھی ہوں۔ کیونکہ قرآن شریف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ نے بھی ایک خلیفہ کے متعلق اعتراض کیا۔ اور کہا۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء۔ خدا کے ایک خلیفہ کے متعلق ملائکہ نے بھی یہ اعتراض کیا۔ کہ یہ تو زمین میں فساد ڈالیگا۔ اور خون بہائیگا۔ پس اگر اسی رنگ کا کوئی اعتراض آج بعض ملائکہ صفت انسان کرتے ہیں تو میرے بھائیو! تم ٹھوکر نہ کھاؤ۔ تم تو سنن الہیہ کے مدرسہ میں تعلیم پا چکے ہو۔ پس تم ایسی باتوں سے ٹھوکر مت کھاؤ۔ اور اس طریق پر قدم مارو۔ جو طریق وحدت کے بارہ میں پہلا خلیفہ تمہیں سکھا گیا۔ تم نے ایک نبی بھی دیکھا۔ اور تم نے ایک خلیفہ بھی دیکھ لیا۔ پس سلامتی کی راہ تمہارے لئے وہ راہ ہے۔ جو خلیفہ اول نے تمہیں دکھا دی۔ نئی راہ اختیار نکرو۔ خلیفہ اول کے اصول کو خوب مضبوط پکڑو۔ کیونکہ اس نے وحدت کی راہ تمہیں دکھا دی اور بتا دیا۔ کہ اس طریق پر چلکر جماعت جماعت رہ سکتی ہے پھر تم ایک ایسے شخص کو بھی دیکھ چکے جو پیشگوئیوں کے مطابق آیا۔ اور تم نے یہ سبق پڑھ لیا ہے۔ کہ جن کے حق میں خدا کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ ان کے وجود کے متعلق اختلاف اور اعتراض ضرور ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسے اعتراض کرنیوالے ملائکہ صفت انسان بھی ہوتے ہیں پس تم کسی کو دیکھ کر کیوں گھبراتے ہو۔ تم کو خدا کے مسیح نے اور اس کے خلیفہ اول نے تمام ضروری سبق پڑھا دئے ہیں۔ اب تمہارے لئے امتحان کا وقت ہے۔ اور اگر تم ان سبقوں کو فراموش نکرو جو تم پڑھ چکے ہو۔ تو خدا کے فضل اور رحم سے یہ امتحان کوئی بڑا امتحان نہیں۔ ممکن ہے کہ تم اعتراض کرو۔ کہ محمود ابھی نوجوان ہے۔ میں کہتا ہوں اگر تم خلیفہ اول کے دئے ہوئے اسباق کو یاد رکھو۔ اور ان پر ایک شاگرد رشید کیطرح عمل کرنیکی کوشش کرو۔ تو یہ مشکل بھی کوئی مشکل نہیں اول تو میں تمہیں یہ بتا چکا ہوں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی یہ چاہتا تھا۔ کہ یہ بیٹا ان کا جانشین ہو۔ اور اسی غرض سے اس کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ رہا۔ پھر دیکھو۔ اس نے ایک خطبہ میں تمہیں سنا دیا۔ کہ ۱۲ سال کا نوجوان بھی خلیفہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی فرما دیا۔ کہ میں یہ بات تمہاری بھلائی اور بہتری کے لئے کہتا ہوں۔ پھر دیکھو قرآن شریف کی ہر ایک آیت ہمارے لئے ہدایت اور نور ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ و اٰتینٰہ الحکم صبیا۔ پس تم یقین سمجھو۔ کہ یہ آیت بھی قرآن شریف میں لغو طور پر نازل نہیں ہوئی اس لئے یہ اعتراض کرو۔ کہ محمود ابھی نوجوان ہے۔ تمہارا خلیفہ اول تمہاری نسبت قرآن شریف کو زیادہ سمجھتا تھا۔ اور ان باتوں کا زیادہ علم رکھتا تھا۔ پس تم اگر سلامتی کی راہ اختیار کرنا چاہتے ہو تو آؤ اُس کی پیروی کرو۔ اور اس کی فراست سے فائدہ اٹھاؤ۔ وہ قرآن شریف کو بھی خوب سمجھتا تھا۔ وہ الوصیت کو بھی تمہاری نسبت زیادہ سمجھتا تھا پس اُس نے خلیفہ کا ہونا ضروری سمجھا اور صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے خلیفہ ہونے کے متعلق اپنا منشاء اور یقین کامل ظاہر کر دیا۔ اور دیکھو خدا تعالےٰ نے اُس کی فراست کو سچا ثابت کر دیا۔ پس کیا تم اب بھی اس کے نور فراست پر شک کر سکتے ہو۔ اگر تم نے کسی بڑے آدمی ہی کی پیروی کرنی ہے۔ تو آؤ خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب کی پیروی کرو۔ اس سے زیادہ اسلام کو سمجھنے والا کوئی نہ ملیگا۔ پس تم اس کے فیصلوں پر چلو اور نئی راہیں جو آپ کے فیصلہ کے برخلاف ہیں نہ نکالو دیکھو وہ ایسا شخص تھا۔ جس کا قول ہم سب کے نزدیک مسلم اور قابل تقلید تھا پس تم اس کی راہ اختیار کرو۔ یہی سلامتی کی راہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔ اور میں کہتا ہوں کہ تمہارے لئے انکار کی گنجائش نہیں۔ جب کہ خلیفہ اول نے اپنی سب سے پہلی تقریر میں یہ فرمایا۔۔۔۔

- - - - - - - - - - - - - - -

۔۔۔ کہ میں وحدت کو قائم رکھنے کیلئے اعتہ الحفیظ کے ہاتھ پر بھی بیعت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اور فرمایا۔ کہ موجودہ حالت میں سمجھ لو۔ کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں عورتوں بچوں کیلئے ضروری ہے۔ کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اور ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس قوم کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔

یہ پہلا سبق تھا۔ جو تمہارے خلیفہ اول نے تمہیں دیا۔ سب سے پہلا سبق تو سب سے آسان ہوتا ہے۔ پس تم کم از کم اس پر تو عمل کرو۔ اس پہلے سبق پر عمل کرنے کیلئے تمہیں سب سے پہلا موقعہ پیش آتا ہے۔

پھر میں تمہیں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت میاں صاحب کی نسبت بھی اس وسوسہ کو ہرگز اپنے دلوں میں جگہ نہ دو۔ کہ انہوں نے خلافت کے حاصل کرنے کیلئے کوئی انجمن بنائی تھی۔ اس اشتہار کو پڑھو جس میں انہوں نے انصار اللہ کے متعلق تحریک کی ہے۔ کہ کس غرض سے انہوں نے انصار اللہ کی انجمن قائم کی۔ پھر یہ بھی دیکھو۔ کہ خود خلیفہ اول نے حضرت میاں صاحب کو فرمایا۔ کہ مجھے بھی انصار اللہ میں داخل کر لو۔ پس تم کم از کم اس پاک وجود کا ادب ملحوظ رکھ کر جس نے باوجود امام ہونے کے انصار اللہ میں اپنے تئیں داخل فرمایا انجمن انصار اللہ کے پریذیڈنٹ کی نسبت بدگمانی سے کام نہ لو۔ پھر دیکھو۔ خود خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مجمع احباب قائم کیا۔ جو انجمن انصار اللہ کے نمونہ پر تھا۔ پس کیا تم اس امام کی نسبت یہ بدظنی کرو گے۔ کہ اُس نے بھی خلافت حاصل کرنے

کے لئے ایسا کیا تھا۔ پھر حضرت میاں صاحب نے ایک تقریر میں فرمایا۔ کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیماری کے دنوں میں جو لگے آگے یہ دعا کی۔ کہ اے اللہ اگر میرا وجود جماعت میں فتنہ ڈالنے کا موجب ہو سکتا ہے، تو اے خدا تو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات سے پہلے ہی وفات دیدے پھر میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے اہل بیت کے ممبروں کے ساتھ مشورہ کیا جس مشورہ میں حضرت نواب محمد علی خاں صاحب میرزا بشیر احمد صاحب میرزا شریف احمد صاحب اور میرزا عزیز احمد صاحب تھے۔ اور انہوں نے باہم اس امر پر اتفاق کیا کہ خواہ کوئی شخص خلیفہ مقرر ہو۔ اس کے ہاتھ پر ہم سب نے بیعت کرنی ہو گی۔ پس اے دوستو! اس نازک وقت میں بدظنی سے کام لیکر ٹھوکر نہ کھاؤ حسن ظنی سے کام لو۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اڑ نہ جاؤ۔ چونکہ ہمارا سلسلہ ایک الٰہی سلسلہ ہے۔ اور آسمانی باتوں کے ساتھ بھی بہت مذاق رکھتا ہے۔ اس لئے میں آپ کے اس روحانی مذاق کے مطابق ہی آپکو خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ اس دوسری خلافت کے بارہ میں اس کثرت سے لوگوں کو رویا اور الہام ہوئے ہیں۔ کہ ایک سعید روح کے لئے یہی آسمانی شہادتیں اس خلیفہ ثانی کے پہچاننے کے لئے کافی ہیں۔ اور وہ اسطرح بارش کیطرح برسی ہیں کہ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ دوسرا خلیفہ کوئی معمولی انسان نہ ہوگا بلکہ واقع میں یہ اُن بشارات کا مصداق ہوگا۔ جو اس کی ولادت کے الہامات میں پائی جاتی ہیں۔ یہ رویا وغیرہ اکثر اس واقعہ سے پہلے کے ہیں۔ اور عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ احمدی جماعت کے فائدہ کے لئے شائع کئے جائیں گے۔ مگر میں آپ سے اس امر کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ ان میں سے چند ایک آپکو سنا دوں۔ شاید ان سے آپ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ ایک شخص نے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود و حضرۃ مولوی نور الدین ایک گھوڑے کا تنگ کس رہے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے اجازت دیں۔ کہ میں تنگ کسوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس گھوڑے پر محمود نے سوار ہونا ہے۔ اس لئے میں خود ہی تنگ کس رہا ہوں۔ اور مولوی صاحب کو بھی لگایا ہوا ہے۔ ایک شخص نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک جگہ جمع ہیں۔ اور حضرت میاں صاحب اُن کے آگے اُن کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں۔ اور سب لوگوں نے سجدہ کیا ہے۔ اور اس خواب کے دیکھنے والے نے بھی سجدہ کیا ہے۔ اور پھر دوبارہ سجدہ کیا ہے۔ اور اُس نے خیال کیا کہ یہ سجدہ تلاوت نہیں ہے کیونکہ سجدہ تلاوت صرف ایک ہوتا ہے۔ گویا یہ فسجدوا لآدم کا نظارہ تھا۔ ایک اور شخص نے ... ... تین سورج دیکھے۔ اور اس کو بتلایا گیا۔ کہ پہلا سورج حضرت مسیح موعود ہے۔ دوسرا حضرت خلیفۃ المسیح اور تیسرا محمود ❖

حافظ روشن علی صاحب کو ... ... قریباً دو سال ہوئے۔ میاں صاحب دکھائے گئے۔ اور ان کو بتلایا گیا کہ حضرت مولوی صاحب کے بعد یہ شخص خلیفہ ہوگا۔ اس عاجز نے خود بہت عرصہ ہوا۔ میاں صاحب کو امام بنکر جماعت کراتے ہوئے اور ان کے پیچھے ایک ... ... جماعت کو صفیں باندھ کر نماز پڑھتے ہوئے اور میاں صاحب کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہتے ہوئے دیکھا۔ ایک اور زمیندار قادیان میں حضرت صاحب کی وفات کے بعد آیا۔ اور اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ حضرت صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ احمدی جماعت ایک جگہ کھڑی ہے اور ان کا کوئی امام نہیں ہے۔ اتنے میں زمین کے نیچے سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی آواز آئی۔ اور معلوم ہوا کہ یہ آواز میاں محمود کی ہے اور وہ جماعت احمدیہ کا امام ہے۔

یہ خواب عورتوں کو بھی آئے۔ مگر ان سب خوابوں کا بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ اس لئے میں فی الحال اسی پر بس کرتا ہوں۔ کئی لوگوں نے اپنے اس قسم کے خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں ان کو سنائے۔ میں یہاں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ بعض وہ الہامات بھی آپ صاحبان کو سنا دوں۔ جو صاحبزادہ صاحب کی ولادت کی پیشگوئی میں درج ہیں۔ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جسکا نام محمود احمد ہوگا۔ اور کاموں میں اولوالعزم نکلیگا۔ اور اس سے پہلے فرمایا۔ کہ ایک لڑکا حضرت محمود احمد صاحب سے پہلے پیدا ہو کر فوت ہو گیا تھا جس کا نام بشیر تھا۔ پھر ایک خط مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو اس وقت تک محفوظ ہے۔ اور جو حضرت مولوی نور الدین صاحب کے نام ہے حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔ "بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ تو زبانی بھی اس آنیوالے لڑکے کے بارہ میں آپکو الہام سنا دیا گیا تھا۔ یعنی یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ بخلق عالیشان وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔ غالباً یہ الہامات کسی اور جگہ بھی ہونگے۔ نیز ایک الہام میاں صاحب کی نسبت یہ ہے۔ کہ فضل عمر کا فقرہ بھی اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ محمود خلیفہ ثانی ہوگا۔

دور او چوں شود تمام بکام ❖ پسرش یادگار مے بینم

اس شعر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کا دور اپنے باپ کے دور کے بعد جلدی شروع ہوگا۔ اور ... ... آئین کے شروع سے یہ پایا جاتا ہے کہ انہی لڑکوں میں سے وہ لڑکا ہوگا۔ جس کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔ "بشارت کیا ہے۔ اک دل کی غذا دی"

بھائی صاحبان! اگر آپ حضرت صاحبزادہ صاحب کو ان پیشگوئیوں کا مصداق یقین نہ بھی کریں۔ تب بھی آپ یہ تو ضرور مانیں گے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ وہ ان پیشگوئیوں کا مصداق ہو جب آپ ممکن ہونا مانتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ خلیفہ ہو بھی گئے۔ اور آپ جماعت کے دلوں کو بھی ان کی طرف مائل دیکھتے ہیں اس قدر رویاء بھی آپ کو سنا چکا۔ پھر آپ اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ خدا تعالیٰ کے الہام میں اُس کو اولوالعزم کہا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا۔ کہ حسن و احسان میں وہ تیرا نظیر ہوگا۔ پھر آپ وحدت کی ضرورت کو بھی سمجھتے ہیں۔ پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایک خلیفہ مقرر کرنے کی وصیت فرما گئے۔ پھر آپ کیوں اس اولوالعزم کی نسبت طرح طرح کے گمان کرتے ہو۔ یقیناً یاد رکھو۔ انشاء اللہ تعالےٰ یہ وجود سلسلہ کی تباہی کا موجب ہرگز نہیں ہوگا یہ مسیح موعود کا بیٹا ہے۔ اس کی ولادت کے الہامات آپ سن چکے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ تمہارے امام کے الہامات کیسے سچے تھے۔ آؤ بھائیو! سب بڑے چھوٹے امیر و غریب اہل الرائے و غیر اہل الرائے اس امام کے پیچھے لگ جاؤ۔ عقلی ڈھکوسلوں کے پیچھے نہ جاؤ۔ اور نہ طرح طرح کے شبہوں سے ٹھوکر کھاؤ۔ دلوں سے جوش نکال دو میں جانتا ہوں۔ تم سب نیکدل انسان ہو۔ خدا کی حکمت سے ایک امتحان میں آ گئے ہو۔ پس اے بھائیو! اس امتحان سے جوانمردوں کی طرح نکل آؤ۔ اپنے خیالات کو وحدت کے لئے سلسلہ کی محبت کیلئے اور میں کہتا ہوں۔ اپنے مسیح موعود کی محبت کے لئے قربان کر دو۔ جوشوں کو ٹھنڈا کرو۔ اے بھائیو! میں یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ اپنی رائے یا علم یا اپنے اہل الرائے ہونے پر گھمنڈ بھی نہ کرو۔ اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حقارت کی نظر سے بھی نہ دیکھو۔ تم الٰہی سلسلہ کی باتوں سے بخوبی واقفیت رکھتے ہو۔ آؤ اپنی سب باتوں کو آج قربان کر دو۔ وحدت کا یقیناً یہی راستہ ہے۔ کہ تم ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ اور ایک دوسرے کی بیعت کے منتظر نہ رہو۔ کیونکہ ہر ایک کا جو اس کی گردن پر ہے۔ اسوقت جو بیعت کریگا۔ وہ تفرقہ کو کم کر کے اور وحدت بڑھانیکا ثواب پائیگا۔ جن کی وجہ سے لوگ رکے ہیں وہ اپنے اوپر کیوں اتنا بوجھ لیتے ہیں۔ اشتہار شائع کر دیں۔ کہ جس نے بیعت کرنی ہے خوشی سے کرے۔

اگر کسی دل میں کچھ شکوک ہیں۔ تو وہ ایسے دل والا بھائی استغفار لا حول اور بہت دعاؤں سے کام لے۔ دل کا غریب بن جائے۔ اہل الرائے کے لفظ پر زور نہ دو۔ کیا عجب ہے۔ کہ خدا یہی دکھانا چاہتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ الٰہی سلسلہ ہے۔ وہ ایسے نوجوان کے ہاتھ سے بھی ترقی کر سکتا ہے جس کا انتخاب اہل الرائے کے نزدیک درست نہ سمجھا گیا۔ مجھے یہاں ایک صاحب مبارک علی بی اے بی ٹی کا رویا یاد آیا۔ جو اُس نے چند دن ہوئے دیکھا۔ اور وہ رویا یہ ہے۔ کہ اگر ارسطو حکیم نے سکندر کو پڑھایا تھا تو نور الدین حکیم نے محمود کو پڑھایا۔ اس کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسکندر ذوالقرنین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

(جو امیر المومنین حضرۃ خلیفۃ المہدی نے ۲ اپریل کو دیا)

آپ نے سورۃ بقرہ کے تیسرے رکوع کا نصف اول پڑھ کر فرمایا۔

پیچھے اللہ تعالیٰ نے بتلایا تھا۔ کہ انسان کو جب کسی نہ کسی کی عبادت کرنی ضروری ہے۔ اور یہ کہ ہر ایک تعلیم کے ماننے والے بھی ہوتے ہیں۔ اور اس کا انکار کرنے والے بھی اور پھر بعض ان میں سے منافق بھی ہوتے ہیں۔ تو فرمایا۔ کہ انسان کو پاک تعلیم کی اتباع کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اس کا منکرین کر تکلیف میں نہ پڑے۔

اب یہاں ایک سوال ہوتا ہے۔

کہ ہم نے مان لیا۔ اور ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی عبادت کرنی لازمی امر ہے۔ اور اس کی اطاعت ضروری ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے۔ کہ کوئی آسمان سے ہی کلام آوے۔ کیوں! ہم اپنی عقلوں کے مطابق کام کر کے اور کچھ اصول بنا کے ان کے مطابق خدا تعالیٰ کی عبادت نہ کریں آسمان سے کسی تعلیم کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہاں دیدیا ہے۔ فرمایا

خوب یاد رکھو۔ کہ انسان کے اندر ایک ترقی کرنیکا مادہ ہے انسان ترقی تب ہی کر سکتا ہے۔ اگر اس کے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے کلام اور ہدایت آوے۔ ورنہ اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے کلام نہ آوے۔ تو انسان ترقی نہیں کر سکتا۔

مثال کیلئے دیکھو۔ زمین میں روئیدگیاں باہر نکالنے کا مادہ ہے۔ لیکن اگر آسمان سے بارش نہ ہو۔ تو زمین اپنے مادے باہر نہیں نکال سکتی۔ اور اسے ظاہر نہیں کر سکتی۔ برسات سے ہی یہ چیزیں نکل سکتی ہیں۔

تو خدا تعالیٰ نے بتلا دیا۔ کہ آسمان سے کسی چیز کا آنا ضروری ہے۔ پانی کیسا عمدہ چیز ہے۔ اور صاف ہے۔ لیکن وہی پانی جب استعمال کیا جاوے۔ تو کیسا گندہ ہو جاتا ہے۔ اب اگر اس مستعمل پانی کو استعمال میں لایا جاوے۔ اور ہمیشہ وہی پانی ملے۔ تو وہ ضرر رسان ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پانی کی بجائے اللہ تعالیٰ صاف پانی بھیجدیتا ہے۔ اور اس پانی کو بادلوں کے ذریعہ صاف کر کے بھیجدیتا ہے۔ اسی طرح

شرائع الٰہیہ کا معاملہ ہے۔ کہ وہ جب آتی ہیں۔ تو پاک و صاف ہوتی ہیں۔ بعد میں جب لوگ اپنی رائیں ان میں ملا دیتے ہیں۔ اور اپنی عقلوں سے کام لیتے ہیں۔ تو وہ ان کو خراب کر دیتے ہیں فی نفسہٖ تو وہ پاک و صاف ہوتی ہیں۔ لیکن لوگ انہیں خراب کر دیتے ہیں۔ اور انہیں قابل استعمال نہیں چھوڑتے۔

تب پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور آتا ہے جو اس کو صاف کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔

قرآن کریم جیسی سچی اور پر معارف کتاب جس نے دنیا کو تاریکی سے پاک و صاف کر کے نور سے پُر کر دیا۔ لیکن دنیا نے اس میں اپنی عقلوں کا دخل دیکر اسے ناقابل عمل کر دیا۔

اب دنیا میں ایک مامور آیا۔ اس نے اس پاک تعلیم کو پھر دوبارہ پاک صاف کر دیا۔ اور اسے ایسا کر دیا۔ کہ اس پر آسانی سے عمل ہو سکے۔ مسلمانوں کی تفسیریں دیکھو۔ کہ ان میں کیسی ایسی باتیں بھری ہیں جو اسلام کے اصول حقہ کے خلاف ہیں۔ تو اس پانی کو صاف کرنے کیلئے ایک آسمانی پانی کی ضرورت پڑی۔ وہ پانی آسمان سے آیا۔ اور اس نے اس کو صاف کر دیا۔ اور اس نے تمام دنیا کو سمجھا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تم اپنے اندروں کو دیکھو۔ تم کیسے صاف پانی کو گندہ کر دیتے ہو۔

اسی طرح انسانی فطرت ہے۔ کہ وہ کیسی صاف و پاک ہوتی ہے۔ لیکن لوگ اسے اپنی عقلوں کا اس میں دخل دیکر گندہ کر دیتے ہیں۔

پچھلی تعلیمیں بھی اسی لئے ناقابل استعمال ہوئیں۔ کہ لوگوں نے انہیں گندہ کر دیا۔

یہ ایک دلیل دی ہے کہ تم یہ نہ سمجھ لو۔ کہ ہم اپنی عقلوں سے کام لیکر کچھ کر دیں گے زمین پر اگر آسمان سے بارش نہ ہو۔ تو وہ اپنے پھل و پھول نہ نکالیگی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بارش آوے تو جو اعلےٰ درجہ کی فطرت ہو گی۔ وہ اپنے اندر اصلاح کر لیگی۔ اور نیکی کی طرف ہو جائیگی۔

ان کا اعتراض رد کیا۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ یہ اعتراض مشرکوں کا ہے۔ مشرک ایسے اعتراضات کیا کرتے ہیں اور یہ اعتقاد برہموؤں کا ہے۔

اس آیت میں بتلایا ہے۔ کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے جو ہیں۔ وہ مشرک ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ لا تجعلوا للّٰہ انداداً جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہمیں کسی آسمانی شریعت یا آسمانی کلام کی ضرورت نہیں۔ ہم خود بخود خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔ وہ مشرک ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت کو اوروں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پس فرماتا ہے۔ کہ

اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہو۔ تو تم ایسی پاک تعلیم جیسی پاک اور بے عیب تعلیم لاؤ۔

وہ پاک نبی تو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ یہ تعلیم اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھ پر الہام کی گئی ہے۔ تو تم بھی کم از کم اور کچھ نہیں تو اتنا ہی سہی۔ یہ دکھلادو۔ کہ یہ تعلیم ہمارے فلاں نے ہمیں بتلائی ہے۔ یا فلاں دیوتا نے الہام کی ہے وادعوا شھداءکم۔ تم اپنے شرکاء سے کہلاؤ۔ کہ ہم نے الہام کیا۔ یا یہ بتلاؤ۔ کہ ہمیں فلاں بت نے الہام کیا۔

آجتک دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ نہ ہی دنیا میں کبھی کوئی ایسی تعلیم آئی۔

وہ بت بھی ایک پتھر ہے۔ جس میں نہ حس ہے نہ حرکت۔ اس میں اور دوسرے پتھروں میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں ہے۔ جیسے دوسرے پتھر ویسے ہی وہ پتھر۔ جیسے انکو جو جی چاہے کر لیں ویسے ہی انکو تو فرمایا کہ اگر تم بھی سچے ہو۔ تو ہماری پاک تعلیم کے مقابلہ پر یہ دعویٰ کرو۔ کہ یہ ہماری تعلیم سچی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو ڈر جاؤ تم آگ میں جاؤ گے۔ اور ساتھ ہی پتھر بھی جائیں گے جنکو تم نے اپنا معبود بنایا ہوا ہے۔

کوئی کہے کہ ان پتھروں کا کیا قصور!

یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ انسان اگر خود بھی دکھ میں ہو۔ اور پھر اس کو بھی دکھ میں پائے۔ جس کی وہ پیروی کرتا ہے۔ تو اسے زیادہ دکھ ہوگا اسی لئے فرمایا۔ کہ تم بھی اور تمہارے یہ بت پتھر بھی آگ میں جائیں گے۔

کفار مکہ کو ایک تو اپنے مغلوب ہونے کی ندامت اور عذاب تھا۔ دوسری جب ان کے سامنے انکے بت جنکو وہ بڑا محترم سمجھتے تھے اور انکی بڑی عزت کرتے تھے۔ انکے سامنے توڑے گئے۔ تو ان کو کیسی کچھ تکلیف ہوئی ہوگی۔ میں نے شرک کے مسئلہ پر بہت غور کیا ہے ہر ایک چیز کو فرداً فرداً لو۔ اور اس پر غور کرو۔ کہ انکی خدائی کا کیا ثبوت ہے۔ تو تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ چیزیں جو ہماری خادم ہیں وہ ہماری مخدوم اور ہماری خالق کیسے ہو سکتی ہیں۔

تو فرمایا۔ تم اگر ایسا کرو گے۔ اور اس سے باز نہیں آؤ گے۔ تو یاد رکھو۔ کہ تمکو ایک آگ میں ڈالا جاویگا۔ اور تمہارے بت یہ پتھر بھی اس آگ میں ڈالے جاویں گے۔ اس میں ایک پیشگوئی کی ہے۔ کہ اس دنیا میں ہی ایک ایسی لڑائی ہوگی۔ کہ اس میں تم بھی مارے جاؤ گے اور تمہارے بت بھی ساتھ ہی ہیں ڈالے جائیں گے۔ یہ اس سوال کا جواب دیا ہے۔ کہ خدا سے الہام کی ہمکو کیا ضرورت ہے جو آقا کہ اپنے نوکر کی خبر گیری نہیں کر سکتا۔ اور وقت پر اس کی مدد نہیں کر سکتا وہ آقا کس کام کا ہے

اسی طرح جو خالق کہ اپنی مخلوق کو انکی تباہی سے بچانے کیلئے کوئی راہ نہ بتلاوے۔ اور الہام نہ کرے۔ تو وہ خالق کس کام آسکتا ہے۔ اس کے بعد میں ایک اور ضروری امر کی طرف جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ ابطاعون کثرت سے پھیل رہا ہے قادیان کے اردگرد بھی طاعون آگیا ہے۔ قوم لوط پر جب عذاب آیا تو پہلے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو انہوں نے خدا تعالےٰ سے دعا کی۔ کہ الٰہی کیا بد لوگوں کی وجہ سے نیکوں کو بھی ہلاک کیا جاویگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ نہیں بدوں کی وجہ سے نیکوں کو ہلاک نہیں کیا جاویگا۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ الٰہی اگر اس بستی میں پچاس آدمی نیک ہوں اور باقی بد تو کیا یہ بستی بچ سکیگی۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ہاں اگر پچاس آدمی ہوں۔ تو اس بستی کو بچا لیا جاویگا۔ پھر ابراہیم نے عرض کیا۔ کہ اگر پانچ آدمی کم ہوں اور پینتالیس آدمی ہی ہوں تو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ہاں اگر پینتالیس ہی نیک آدمی ہوں۔ تو ان کو بچا لیا جاویگا۔ تو پھر حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا۔ کہ اگر پانچ آدمی اور کم ہوں۔ اور صرف چالیس آدمی ہی نیک ہوں۔ تو کیا ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ چالیس نیک آدمیوں کی خاطر بھی اس بستی کو بچا لیا جاویگا۔ پھر حضرۃ ابراہیم نے عرض کیا۔ کہ مولا اگر پانچ آدمی اور کم ہوں۔ اور صرف پینتیس ہی نیک ہوں۔ تو کیا پھر یہ بستی نہ بچائی جاویگی۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ہاں اگر پینتیس آدمی بھی ہونگے۔ تو یہ لوگ بچ جائیں گے۔ تو پھر حضرت ابراہیم نے عرض کیا۔ کہ مولا اگر پانچ اور کم ہوں۔ اور صرف تیس نیک آدمی ہی ہوں۔ تو کیا اس کو تباہ کر دیا جاویگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ نہیں اگر تیس آدمی ہی ہونگے۔ تو یہ ہلاک نہ ہونگے۔ تو پھر حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ اگر دس آدمی اور نہ ہوں۔ اور صرف بیس آدمی ہوں۔ تو کیا انکو ہلاک کیا جاویگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ بیس آدمی بھی اگر ہوں گے۔ تو انکو ہلاک نہ کیا جاویگا۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اگر دس آدمی ہی مل سکیں اور زیادہ نہ مل سکیں۔ تو کیا ہلاک کئے جائینگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ نہیں اگر دس آدمی مومن بھی اس بستی میں ہونگے تو یہ بستی ہلاک نہ ہوگی۔ حضرت ابراہیمؑ نے تو سمجھا ہوگا۔ کہ دس آدمی تو ضرور ہی اس میں ہونگے۔ لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فما وجدنا فیھا غیر بیتٍ من المسلمین صرف ایک گھر مسلمانوں مومنوں کا اس بستی میں تھا۔ وہ تین آدمی تھے۔ اسلئے وہ بستی ہلاک کر دیگئی۔ تو معلوم ہوا کہ اگر ایک بڑی بستی میں دس مومن بھی رہتے ہوں۔ تو وہ بستی عذاب سے محفوظ رہیگی حضرت لوط تو صرف ایک بستی کی طرف بھیجے گئے تھے۔ لیکن ہمارے سردار اور آقا نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ یہاں پچاس آدمی ہی کم از کم ایسے ہوں جو راتوں کو اٹھکر دعائیں کریں۔ خدا تعالیٰ کے قانون میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہاں اگر پچاس آدمی ہی ایسے ہوں۔ جو دعا کریں۔ تو امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اس عذاب سے بچا لیگا +

تازہ خبریں

(پیکن ۲۷ مارچ) دو ہزار سپاہی شانگچو سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر قزاقوں سے جو سفید بھیڑیوں کے نام سے مشہور ہیں معرکہ آرا ہوئے۔ قزاق چھوٹ موٹ پسپا ہو گئے۔ جب سپاہیوں نے شانگچو پر قبضہ کر لیا۔ مگر رات کو قزاقوں نے شہر کو آگ لگا دی اور چینی سپاہ کو شکست دیدی ۵۰۰ آدمی جل گئے۔

(پیکن ۲۵ مارچ) قزاقوں کے اس گروہ نے جو سفید بھیڑیئے کے نام سے مشہور ہے۔ شانسی میں ایک مقام کو لوٹ گھسوٹ کر بے چراغ کر دیا۔ ۱۲۳۰ اشخاص کو ہلاک کرنے کے علاوہ صدہا کو زخمی و مجروح کر دیا۔

جدید دہلی کے اخراجات کا تخمینہ جیسا کہ گورنمنٹ ہند نے منظور کیا ہے ۵۰ لاکھ پونڈ ہے۔ اس میں ۱۰ لاکھ پونڈ ماگہاتی اخراجات بھی داخل ہیں۔

(لنڈن ۲۶ مارچ) معلوم ہوا ہے۔ کہ کرنل سیلی وزیر جنگ زیادہ عرصہ گذرنے سے پیشتر مجلس وزارت میں کسی اور عہدہ پر مامور کئے جائیں گے۔ پارلیمنٹ کی حالت اب نسبتاً صاف ہو گئی ہے۔ اور گورنمنٹ کو مسودہ ہوم رول پاس کرنیکا حوصلہ پیدا ہو گیا ہے تاہم عام خیال ہے۔ کہ اس کے نفاذ پر پارلیمنٹ ٹوٹ جائیگی +

صوبہ پنجاب کے انتظام کی نئی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹۱۲-۱۳ء اس مرتبہ ماہ مارچ کے تیسرے ہفتہ میں شائع کیگئی ہے۔ دوران سال میں ۲۱۳۷۰۰۰۰ روپے کی تشخیص مالگزاری سوائے قریباً ۵ لاکھ روپے کے تمام و کمال وصول ہو گئی اور ۲۱۲۰۰۰ روپے پچھلے سال کی بقایا میں سے بھی لے لئے۔ بڑھنے گھٹنے والے مالیہ آراضی کی مقدار ۲۸ لاکھ تک پہنچی۔ جو سال ماسبق سے ۱۶ لاکھ زیادہ تھی۔ نو آبادی زیرین نہر چناب میں حق ملکیت آراضی کی فروخت سے ۷۶ لاکھ روپے ملے۔

ریوٹر کے تار سے پایا جاتا ہے۔ کہ مسٹر ہردیال کو سان فرانسسکو میں جہاں وہ کیلیفورنیا یونیورسٹی کے پروفیسر کی حیثیت سے مقیم ہیں کسی خاص جرم کی بنا پر گرفتار نہیں کیا گیا ہے بلکہ امریکہ کے قانون تارکان وطن کے بموجب زیر حراست لیا گیا ہے۔ جو ناپسندیدہ اشخاص کو داخلہ سے روک دینے یا داخلے کے بعد واپس کرنیکا اختیار دیتا ہے۔ اور اگر آخری صورت واقع ہوئی۔ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ کس ملک کو واپس بھیجے جائیں۔

مقدمہ سڈیشن دہلی کی ابتدائی تحقیقات میں ۲۷ مارچ کو دینا ناتھ اقبالی ملزم کی مزید شہادت ہوئی۔ اور اس نے دہلی میں ہز ایکسیلینسی وائسرائے پر بم پھینکے جانے بعض افسران پنجاب کے لئے بم بنائے جانے اور لارنس گارڈ نیز لاہور میں ایک بم رکھے جانے کی بابت جس سے جمعدار کا ایک چپڑاسی ہلاک ہو گیا تھا۔ بعض سنسنی انگیز حالات سنائے۔

اندور کے ارجن لال سیٹھی بی۔ اے اور ان کا چیلہ کرشن لال ایک مرتبہ رہا ہونے کے بعد انارکسٹانہ سازش کے شبہ میں پھر گرفتار کئے گئے۔

افسوس ہے۔ کہ میڈیکل کالج لاہور کے طلباء اسسٹنٹ سرجن کلاس کی پچھلی ہڑتال پر چار طلباء کو ایک سال پیچھے ہٹانے اور چھ طلباء کے وظائف ضبط ہونے اور باقی ہڑتال میں شامل ہونے والے وظیفہ خوار طلباء کو نئے بانٹ کے وقت سے وظائف ملنے کی سزائیں دیگئی ہیں۔

ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے "اعلان جنگ" نامی پمفلٹ کی کاپیاں بحق ہز میجسٹی قیصر معظم ضبط فرمانے کا اعلان کیا ہے۔

لفٹنٹ کرنیل پو پہم ینگ صاحب ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا جس کے باعث انہیں بغرض علاج کسولی جانا پڑا +

محمود احمد بجائے خود جوان صالح۔ واعظ۔ پڑھے لکھے اور وجیہ شخص ہیں۔ ان کی قابلیت کا ان کے مخالف بھی اعتراف کرتے ہیں۔ اگر کوئی اعتراض ان پر ہے۔ تو یہ ہے کہ سوائے مرزا غلام احمد صاحب کے مریدوں کے یہ صاحبزادے دوسرے مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں۔ وہ جانا کریں۔ اس خیال سے انکی جانشینی کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ حکیم نور الدین صاحب نے اپنی وصیت میں کوئی شرط ایسی لکھدی ہے۔ کہ وہ شخص مرزا صاحب کا جانشین ہو سکتا ہے۔ جو اور مسلمانوں کو کافر تو نہ سمجھے۔ بلکہ گمراہ خیال کرے۔ مرحوم نے تو صرف یہ بڑی شرط لگائی ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب کے دوستوں سے اخلاق اور رواداری کا برتاؤ کرے۔ مرد صالح ہو اور لکھا پڑھا ہو۔ جب یہ کل باتیں صاحبزادہ محمود احمد صاحب میں پائی جاتی ہیں۔ پھر خواہ مخواہ اپنے باپ کی جانشینی پر جس کا حق انہیں حاصل ہے۔ ان کی کیوں مخالفت کیجاتی ہے (زمیندار)

تلاش عزیز۔ محمد زمان ولد حکیم دوست محمد بھیروی (حضرت خلیفۃ المسیح کے رشتہ دار) عمر ۱۲ سال رنگ پکا گندمی دائیں بازو پر تازہ ٹیکا۔ موٹی آنکھیں لمبی پلکیں صاف چہرہ پاؤں میں گرگابی کوٹ سرخ کشمیرہ کا مفقود الخبر ہے گجرات سے خط آیا تھا۔ کہ میں قرآن مجید حفظ کر کے آؤں گا جو صاحب پتہ دیں۔ اور اسے گھر پہنچائیں ۲۵ پچیس روپے انعام۔

(امیر احمد قریشی قادیان ضلع گورداسپور)